Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کی علمی وادبی خدمات

SYED MUHAMMAD WAJIH-US-SEEMA IRFANI'S SOCHOLARLY AND LITERARY SERVICES

عبدالرحیم

پی ایچ۔ڈی (اُردو) اسکالر، ادارہ زبان ادبیاتِ اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

قربان علی

پی ایچ۔ڈی (اُردو) اسکالر، ادارہ زبان ادبیاتِ اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عاطف منظور

پی ایچ۔ڈی (اُردو) اسکالر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

Abdul Raheem:

Ph.D (Urdu) Scholar, Idara Zuban-e-Adbiat e Urdu, Oriental College, Punjab University, Lahore

Qurban Ali:

Ph.D (Urdu) Scholar, Idara Zuban-e-Adbiat e Urdu, Oriental College, Punjab University, Lahore

Atif Manzoor:

Ph.D (Urdu) Scholar, Department of Urdu, G.C.University Faisalabad.

Abstract:

The taste of research and study keeps a nation well apprehensive of his history and leads to a new horizon of elevation. This common background provides basis to the present study to undertake in depth, analysis with view to explore the personality of Syed Muhammad Wajih-us-Seema Irfani and determine intellectual and literary values of his works. He was a poet as well as prose writer, Journalist, Translator and Iqbal Shinas. He abundantly translated news, articles and books from English, Persian and Arabic into Urdu language. This article will throw light to know about the literary aspects of said personality, evaluation of his works and also highlights the hidden possibilities and dimensions of it.

Key Words: Syed Muhammad Wajih-us-Seema Irfani Poet, Prose writer, Journalist, Translator Iqbal Shinas

کلیدی الفاظ: سید محمد وجیہہ السیما عرفانی، شاعر، نثر نگار، صحافی، مترجم، اقبال شناس

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی (۱۹۹۱ء-۱۹۲۰ء) کا شمار بیسویں صدی کی ان شخصیات میں ہوتا ہے، جنھوں نے بدلتے دور کے تقاضوں سے نہ صرف خود کو، بل کہ اپنی تخلیقات کو بھی ہم آہنگ کیا۔ انھوں نے اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے جہاں شاعری کو ذریعہ بنایا وہاں اپنی نثری تخلیقات کے ذریعے نسلِ نو کی ذہنی آب یاری کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ وہ تعلیمی اعتبار سے ایک عالم دین، جب کہ پیشے کے لحاظ سے وہ ایک کہنہ مشق صحافی مترجم اور براڈ کاسٹر تھے۔ اُن کا مطالعہ وسیع تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف اور خطبات میں مذہب، سائنس، فلسفہ، معاصر ادب، عربی، فارسی، انگریزی، پنجابی اور اُردو کے جابجا حوالے بھی ملتے ہیں، وہ تحریکِ پاکستان کے بڑے سرگرم رکن رہے اور اس جدوجہد میں انھوں نے علمی و عملی دونوں اعتبار سے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کا تخلیقی اثاثہ ''خواجہ ہی خواجہ'' (۱۹۸۵ء)، '' میرے حضور ﷺ'' (۱۹۸۵ء)، ''حرفِ جمال'' (۱۹۸۶ء)، ''فرید حق فرید'' (۲۰۰۰ء)، ''سلام بہ حضور امام'' (۲۰۰۱ء) اور'' نوائے سروش'' (۲۰۰۷ء) نامی چھ کتب پر مشتمل ہے۔ ان میں ''میرے حضور ﷺ'' نعتیہ، ''خواجہ ہی خواجہ''، '' فرید حق فرید'' اور'' اسلام بہ حضور امام'' سلام اور مناقب، جب کہ ''حرفِ جمال'' اور ''نوائے سروش'' میں زیادہ تر غزلیات کو جگہ دی گئی ہے۔ ماہ نامہ سیما کے نومبر ۱۹۹۱ء سے مارچ ۱۹۹۶ء کے مختلف شماروں میں ان کے حمدیہ کلام کے نمونے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی ذاتی ڈائریوں سے غیر مطبوعہ کلام میں قطعات، رباعیات، قومی ترانے، ملتِ اسلامیہ سے متعلق پابند و آزاد اور مزاحیہ نظمیں بھی ملتی ہیں۔

حمدیہ اور نعتیہ کلام میں انھوں نے جہاں حمد اور نعت کے تقاضوں کو مد نظر رکھا ہے، وہاں حمد اور نعت کے موضوعات کے ماخذ قرآنِ مجید، حدیث نبویؐ اور اسوۂ حسنہ سے اخذ کیے ہیں۔ انھوں نے ان دونوں میں طویل اور مختصر بحور کو یکساں سہولت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مزید برآں عربی زبان پر کامل دست رس رکھنے کے باعث انھوں نے عربی کی مشکل تراکیب کے تراجم بھی رواں بحروں میں برتے ہیں، جس سے ان کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔

ے مرے کریم ! میرے ربِ لا شریک خدا
مرے رحیم الہ، کار سازِ ارض و سما (۱)

ے تو لفظِ کُن کا محرک بھی، حرفِ مصدر بھی
تو قدر و قادر و قدرت بھی تُو ہے، سب کچھ تُو (۲)

ے سینہ روشن ہے آنکھ بینا ہے
ہم نے ان کا جمال دیکھا ہے (۳)

ے جس راہ سے وہ گزر گئے ہیں
انوار بکھر بکھر گئے ہیں (۴)

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی نے مناقب اور سلام میں صحابہ کرامؓ اور دیگر صالحین کی صفات اور علمی پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ یہاں بھی انھوں نے مستند معلومات پر اپنی تخلیقات کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے علاوہ آزاد و پابند نظموں میں بھی ایک شاعر کی حیثیت سے پیش آمدہ حالات کو جگہ دے کر انھوں نے صداقت و خلوص کا اظہار کیا ہے۔ سیّد عرفانی کی غزل کلاسیکی اور جدید روایات کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ ان کی غزل میں رجائیت کے عناصر کے ساتھ حسن پرستی کا صحت مندانہ رجحان بھی سامنے آتا ہے۔ علاوہ ازیں خطابیہ و استدلالی اسلوب، محاکات نگاری، تغزل اور سہل ممتنع کی کیفیات بھی دیکھنے کو ملتی ہیں، جس کے چند نمونے حسبِ ذیل ہیں:

ے وہ پھول یوں نہیں ہے کہ خوشبو تمام ہے
وہ شمع بھی نہیں ہے کہ کل روشنی سا ہے (۵)

ے گفتگو یار سے ساری بے حرف
عشق بھی رسم خدا ہو جیسے (۶)

ے سوچتے تھے تو کہیں دور، بہت دور تھے وہ
دیکھتے ہیں تو وہ یوں ہیں کہ رگِ جاں کے قریب (۷)

ے سارا عالم ہے گوش بر آواز
تو نے کچھ مجھ سے کہہ دیا ہو گا (۸)

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کا نثری سرمایہ تقریباً نو کتب اور تین کتابچوں پر محیط ہے، جن میں ''معنئ جاں'' (۱۹۹۳ء)، ''ذکر خیر'' (۱۹۹۴ء)، ''شرحِ صدر'' (۱۹۹۵ء)، ''آہنگ صبا'' (۱۹۹۶ء)، ''سراپائے جمال'' (۲۰۱۸ء)، ''گنجینۂ صالحین'' (۲۰۱۸ء)، '' صلی اللہ میرے حضورؐ '' (۲۰۱۸ء)، ''غنچۂ شوق'' (۲۰۱۹ء) اور '' تماشائے کرم'' (۲۰۲۰ء) میں چھپ کر سامنے آچکی ہیں۔ جب کہ کتابچوں میں مغربی پاکستان (۹)، متحدہ قومیت (۱۰) اور تنظیم شہریان لاہور (۱۱) شامل ہیں۔ وہ بامقصد اور باعمل زندگی گزارنے کے قائل تھے، اس لیے انھوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تناظر میں اپنی تحریروں اور خطبات میں اسی نقطہ نظر کو بہ طورِ خاص اُجاگر کیا، یہی وجہ ہے کہ ان کی نثر قرآنیات، احادیث، سیرت نگاری، سوانح نویسی اور اخلاقیات ایسے موضوعات کا بہ خوبی احاطہ کرتی ہے۔

انھوں نے اپنے نثری مضامین میں جہاں دینی عقائد پر روشنی ڈالی ہے، وہاں اعمالِ صالحہ کے لیے قرآنی موضوعات کو بھی تفہیم کی راہ دکھائی ہے۔ ''قرآن کی برکتوں'' پر روشنی ڈالتے ہوئے انھوں نے مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد اور اُخوت و محبت کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی ان منزلوں کی جانب راہ نمائی، جو انسانی شعور و ادراک سے ماورا ہیں۔ یہ سب قرآنِ مجید کے موضوعات ہیں، ان موضوعات سے قرآنِ حکیم کا ایک ہمہ گیر پہلو

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سامنے آتا ہے، جس کو سمجھنے کے لیے سبھی مروجہ علوم پر مکمل دست رس درکار ہے۔اس کے علاوہ قرآنِ مجید کو سمجھنے کے لیے خود صاحبِ قرآن کی زندگی جسے اسوۂ حسنہ سے تعبیر کرتے ہیں،اس کا جاننا بھی ضروری ہے۔اس ضمن میں وہ بیان کرتے ہیں:

> ''علم قرآن، علم الٰہی کا لازوال اور جامع معجزہ ہے۔ یہ کلامِ ربانی سارے علوم کے ساتھ چلتا ہے اور سارے علوم دیتا ہے۔علوم کے ساتھ اس کی سمجھ آتی ہے۔ پھر جو یہ علم دیتا ہے ان میں عبادات بھی ہیں۔ معاملات بھی، فکر و نظر بھی ہے وارداتِ قلب بھی،اسلوبِ حکومت بھی ہے اندازِ ایقان بھی،قرآن مجید میں سب کچھ ہے'' (۱۲)

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی پیشے کے اعتبار سے صحافی تھے،انھوں نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۴۱ء میں روز نامہ ''احسان'' سے کیا۔ پھر ۱۹۴۳ء میں روزنامہ انقلاب اور زمیندار سے ہوتے ہوئے کراچی چلے گئے اور تحریکِ پاکستان کا پرجوش حامی روزنامہ ''انصاف'' جاری کیا۔اسی کے ایڈیٹر کے طور پر ان کا تعارف کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح سے کروایا گیا۔اسی ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ:

> ''قائداعظم سے میرا پہلا مصافحہ ۱۹۴۷ء کے آغاز میں ایک چھوٹی سی تقریب میں ہوا جو گاندھی گارڈن کے قریب ہوئی تھی،اس تقریب میں مجھے قائداعظم کے سامنے جگہ ملی۔۔۔تقریب سے فارغ ہوتے ہی ممتاز حاضرین کو قائداعظم سے متعارف کرایا گیا تو دو چار کو چھوڑ کر میری جانب متوجہ ہوئے، محمود ہارون نے میرا تعارف کروایا۔'اُردو روزنامہ انصاف کے ایڈیٹر مسٹر عرفانی ہیں'۔ قائداعظم نے اس وقت ایسی نگاہوں سے میری طرف دیکھا جس میں ایک شفیق باپ کے بھرپور جذبات تھے، مسٹر محمود ہارون نے روزنامہ انصاف کی تعریف کرنا چاہی تو قائداعظم نے فرمایا: میں جانتا ہوں، قائداعظم نے مجھے تھپکی دی اور فرمایا۔ ملت تم سے بہت کچھ چاہتی ہے۔ شاباش! مجھے یقین ہے کہ میری حقیر خدمات کے لئے قائداعظم کی یہ شاباش ہی ایک کافی صلہ ہے۔'' (۱۳)

۱۹۴۷ء۔۴۸ء کے دو سال اہلِ پاکستان کے لیے خاصے متاثر کن رہے، جس میں انسانی زندگی بھی درہم برہم رہی، بدحالی،مایوسی، بے رنگی و بے کیفی کا یہ دور جلد ہی ایک ڈھب پر آگیا، کیوں کہ تغیر ہی اس دُنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی اکتوبر ۱۹۴۸ء میں روزنامہ نوائے وقت لاہور میں نیوز ایڈیٹر کی حیثیت سے ملازم ہو گئے۔ دو سال بعد ۱۹۵۰ء میں روزنامہ ''آفاق'' سے منسلک ہو کر راولپنڈی چلے گئے، جہاں ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں وزیرِاعظم لیاقت علی خان کے قتل کے سانحہ کو قومی اور بین الاقوامی ابلاغیاتی اداروں میں رپورٹ کیا۔ ۱۹۵۳ء میں فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے ترجمان ''ہلال'' میں شمولیت اختیار کی، تین سال بعد استعفاد ینے کے بعد روزنامہ نوائے وقت کے راولپنڈی ایڈیشن کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے اور وہیں دو سال تک ریڈیو پاکستان سے بھی منسلک رہے۔یو۔پی۔پی(United Press of Pakistan Limited) کی نمائندگی بھی کی۔ ۱۹۵۶ء میں پھر روزنامہ نوائے وقت لاہور میں واپس آ گئے اور حمید نظامی کی وفات ۱۹۶۲ء تک اسی ادارے سے وابستہ رہے۔ ۱۹۶۳ء میں ریڈیو پاکستان لاہور کے شعبہ ترجمہ سے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ عربی، فارسی، انگریزی سے اردو زبان میں خبروں اور مضامین کے کامیاب ترجمے بھی کیے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ریڈیو پاکستان سے پروپیگنڈہ پروگرام کیے۔ پاک بھارت جنگ کے حوالے سے اے۔ حمید لکھتے ہیں کہ:

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

> ''وہ ریڈیو پاکستان لاہور کے اُردو اور پنجابی دینی پروگراموں میں جذبہ جہاد کی اہمیت اور اسلامی تاریخ کی معرکہ آرا جنگوں پر تقریباً ہر روز ایک تقریر نشر کرتے۔ وہ صبح ریڈیو سٹیشن پر موجود رہتے خود بھی تقریر نشر کرتے اور دوسروں کے لیے بھی تقریریں لکھتے۔ مختلف غیر ملکی اخبارات کے تبصرے انگریزی سے اُردو میں منتقل کرتے۔ اسلامی جنگوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد پر قرآن کہ روشنی میں لکھے گئے ان کے مضامین اخباروں میں چھپتے۔ عرفانی صاحب ایک سچے مسلمان مجاہد کی طرح کام کر رہے تھے۔ ریڈیو سٹیشن کے عملے کے آدمیوں، شاعروں اور ادیبوں کی طرح عرفانی صاحب بھی کھانے پینے سے بے نیاز ہو چکے تھے۔'' (۱۴)

وہ ریڈیو پاکستان لاہور سے اپنے زمانے کے کام یاب ترین پروگراموں میں تسلسل سے شرکت کرتے رہے، جن میں ''صراطِ مستقیم''، ''حی علی الفلاح''، ''محراب''، ''سوہنی دھرتی''، ''اولیا اللہ'' اور اقبالیات سے متعلق پروگرام ''عشق خدا کا کلام'' شامل ہیں۔ انھوں نے ۱۹۶۴ء میں ٹیلی ویژن لاہور کے شعبہ خبر سے بہ طور مترجم وابستگی اختیار کی اور اس کے دینی پروگراموں '' فہم القرآن''، '' تفہیم دین'' اور ''بصیرت'' میں بھی شرکت کی، جس کے پینل میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا کوثر نیازی، علامہ نصیر الاجتہادی کے ساتھ وہ مستقل ممبر کی حیثیت سے محوِ گفتگو رہے۔ اگرچہ ان دونوں اداروں سے انھوں نے ۱۹۷۵ء میں باقاعدہ علیحدگی اختیار کی، لیکن مختلف پروگراموں کے حوالے سے ان سے وابستگی تادمِ آخر برقرار رہی۔

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی مختلف زبانوں جیسے عربی، فارسی، انگریزی اور پنجابی پر دست رس کی بہ دولت ریڈیو اور ٹی وی سے بہ طور مترجم بھی وابستہ رہے ہیں۔ اس لیے انھوں نے عربی اور فارسی سے بالخصوص کتابوں کو اُردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان کی عربی زبان پر مکمل مہارت کے باب میں اے۔ حمید بتاتے ہیں کہ روزنامہ نوائے وقت کے بانی حمید نظامی نے شاہِ اُردن کو سالگرہ کی مبارک کا پیغام عربی زبان میں لکھوا کر بھیجنا تھا۔ اس لیے انھوں نے عرفانی صاحب سے بادشاہ کے شایانِ شان پیغام تحریر کر کے لانے کو کہا، جس کے ڈیڑھ ہفتے بعد سالگرہ کی مبارک باد والے خط کا جواب آگیا۔ اسی حوالے سے اے۔ حمید لکھتے ہیں:

> ''وہ بڑے خوش تھے۔ میرے سامنے عربی میں شاہی پیڈ پر انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا ایک خط رکھ دیا اور کہا، مولانا شاہِ اردن کا جوابی خط آیا ہے، پڑھ لیجیے گا۔ میں نے خط پڑھا اس میں شاہِ اُردن نے ایڈیٹر نوائے وقت حمید نظامی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ آپ کا مبارک باد کا پیغام ملا، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ پاکستان میں اتنی اعلیٰ عربی زبان جاننے والے اور لکھنے والے بھی موجود ہیں۔'' (۱۵)

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کی ترجمہ کتب کی تعداد پانچ ہے، جن میں ''الحسنؓ والحسینؓ''(۱۹۶۶ء)(۱۶)، '' عرفان القرآن'' (۱۹۷۸ء)(۱۷)، ''دعا امام الشہدا''(۱۹۷۸ء)(۱۸)، ''حی علی الصلوٰۃ''(۱۹۷۸ء)(۱۹) اور '' فوائد الفواد''(۱۹۹۵ء)(۲۰) شامل ہیں۔ ''الحسن والحسین'' کے علاوہ باقی تراجم ۱۹۷۸ء کے بعد کے ہیں، اس تناظر میں پہلی کتاب اور دیگر کتب کے تراجم کے وقت وہ صحافت کا طویل تجربہ رکھتے تھے۔ صحافت میں ترجمہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ خبر کا ابلاغ اعلیٰ تعلیم یافتہ قارئین کے ساتھ واجبی تعلیم رکھنے والے افراد تک بھی ہو۔ اس لیے ان کے

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

تراجم میں کہیں بھی تفہیم کے مسائل پیدا نہیں ہوئے۔ تراجم کا ایک وصف یہ ہے کہ انھیں پڑھتے ہوئے کہیں بھی زبان و بیان اور جملوں کا دروبست قارئین اور صاحبِ کتاب کے درمیان حائل ہو کر انھیں کتاب سے دور نہیں کرتا، بل کہ ترجمے کی اسی خوبی کی بہ دولت شائقین جو کتاب پڑھنا شروع کرتے ہیں، وہ اسے پہلی ہی فرصت میں مکمل کر کے دم لیتے ہیں۔اس بات کی تصدیق ان کی مترجمہ کتب '' الحسنؓ والحسینؓ'' اور '' دعاامام الشہدا'' سے کی جاسکتی ہے۔''عرفان القرآن'' کا ترجمہ کرتے وقت انھوں نے کہیں بھی قوسین کا استعمال نہیں کیا۔مزید برآں ان کے ترجمے کے اسلوب سے قرآنی نکات بھی خود بخود سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کا شمار ایسے اقبال شناسوں میں کیا جاسکتا ہے کہ جو نہ صرف عالمِ دین اور فارسی زبان پر دست رس رکھتے تھے، بل کہ معاصر ادب کے ساتھ سائنس اور فلسفہ پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ وہ ریڈیو پاکستان سے طویل عرصے تک ''عشق خدا کا کلام'' کے نام سے ایک کام یاب پروگرام کرتے رہے، جس میں قرآنِ مجید کی آیت اور اسی تناظر میں اقبال کے اشعار کی تفہیم و تشریح اس کی انفرادیت کی آئینہ دار تھی، علاوہ ازیں اقبالیات پر ان کے مضامین ''عزم و عمل''، ''اقبال کا مردِ مومن''، ''اقبال: نقیب حیات''، ''تا قیامت قطع استبداد کرد''، ''اقبال کا غازی'' اور اس نوع کے دیگر مضامین میں انھوں نے فکرِ اقبال کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے اقبال سے اپنی محبت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کا شمار ایسے افراد میں کیا جاسکتا ہے، جو ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ ایسے شاعر تھے، جن کی شاعری کلاسیکی رچاؤ کے ساتھ جدت کا امتزاج لیے ہوئے ہے۔ وہ ایسے سنگم کا کردار ادا کرتی ہے، جہاں قدیم اور جدید کے دونوں دھارے ملتے ہوئے تو نظر آتے ہیں، لیکن ان کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنا مشکل ہے۔ان کی نثر نگاری مقصدیت کے جذبہ سے متصف ہے۔انھوں نے اپنی تحریروں اور خطبات سے نسلِ نو کی ذہنی آب یاری کرتے ہوئے انھیں محبِ وطن کے ساتھ معزز اور ذمہ دار شہری بنانے کی سعی بھی کی۔ وہ صحافت کے قبیلے کے ایسے فرد تھے، جنھوں نے قلم و حرف کی حرمت پر آنچ نہ آنے دی۔انھوں نے دنیاوی مراعات اور آسائشات کے عوض اپنے قلم اور ضمیر کا سودا نہ کیا۔ وہ جب ترجمہ کے میدان میں اُترے تو ان کے پاس صحافت کا گراں قدر تجربہ تھا، جس نے ان کی مترجمہ کتب کی قدر و منزلت میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی کیا۔

وہ ایسے اقبال شناس تھے، جو دینی ادب کے ساتھ جدید علوم پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، وہ عربی فارسی، انگریزی، سائنس، فلسفہ اور دیگر علوم پر دست رس رکھنے کے ساتھ اقبال کی جن معنوں میں تفہیم کر سکتے تھے وہ تخصص(Specialization) کے اس دور میں بہت کم نظر آتی ہے۔انھوں نے اپنے زمانے کے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے باقاعدہ ۳۴ اور تادمِ آخر پچاس سال وابستگی رکھنے کے باوجود وہ مقام حاصل نہ کیا، جو ان کے دیگر ہم عصروں کے حصے میں آیا۔انھوں نے صلہ و ستائش سے بے نیاز اپنی تخلیقی، علمی و ادبی کاوشوں کو جاری رکھا، لیکن ان کی شخصیت اور تخلیقات ہمیشہ انفرادی توجہ اور دریافت کیے جانے کی متقاضی رہیں، جن سے فکر و نظر کے مزید امکانات دریافت کیے جاسکتے ہیں۔ بہ قول سیّد عرفانی:

ے حسن ہے شعر میں عرفانی کے

آپ کے حسنِ پذیرائی سے (۲۱)

ان کی شخصیت کے ضمن میں پیرزادہ حمید صابری لکھتے ہیں کہ:

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"اگر آپ اُن کی تقریر سنتے تو انھیں بہترین مقرر قرار دیتے، اگر ان کی تحریر پڑھتے تو انھیں ایک عظیم مصنف کہہ اُٹھتے اور اگر شاعری پڑھتے تو اعلیٰ پائے کا شاعر گردانتے، یہ حقیقت ہے کہ آپ ہمہ جہت شخصیت کے مالک انسان تھے، ان تمام خوبیوں کا ایک ذات میں موجود ہونا اور پھر ان خوبیوں کا احسن انداز میں اُجاگر کرنا ان کا ہی خاصا تھا۔"

(۲۲)

سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کی علمی و ادبی خدمات کے تناظر میں گفتگو کو سمیٹتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ بہ طور ایک تخلیق کار کے وہ غزل کے بہت اچھے شاعر تھے۔ اُن کی غزل کا خمیر غمِ جاناں و غمِ دوراں، سماجی و معاشی مسائل اور سیاسی و اخلاقی اقدار میں رچا ہوا محسوس ہوتا ہے اور یوں بھی جس شاعری میں عہدِ حاضر کا لمس موجود ہو اُس کی مقبولیت کے امکانات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ جہاں تک اُن کی نثر کا تعلق ہے تو اِس ضمن میں بلا تردد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کا اُسلوب علمی و ادبی ہونے کے ساتھ ساتھ متانت و سنجیدگی کے عناصر سے پوری طرح مملو ہے۔ اُن کا تعلق قلم کاروں کے اُس قبیلے سے تھا، جو نسلِ نو کی راہ نمائی کے فریضے کو کسی بھی حالت میں فراموش نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے اپنے ہم عصر صحافیوں کے شانہ بشانہ وطنِ عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے شان دار ماضی کی جھلک دکھا کر افرادِ قوم کو اپنے حال کو بہتر بنانے کی ترغیب بھی دی۔ مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی عہدِ حاضر کے ایک بہترین غزل گو، سنجیدہ اُسلوب کے حامل ایک منفرد نثار، بے باک صحافی، طرح دار مترجم اور عالمانہ صلاحیتوں سے آراستہ ایک اقبال شناس تھے، جن کی تخلیقات قارئینِ ادب کے لیے ایک وقیع سرمایہ قرار دی جا سکتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ وجیہ السیما عرفانی، سیّد، محمد، ماہ نامہ سیما، لاہور، دسمبر ۱۹۹۱ء، ص ۴۔

۲۔ ایضاً، فروری ۱۹۹۲ء، ص ۶۔

۳۔ وجیہ السیما عرفانی، سیّد، محمد، میرے حضورؐ، مکتبہ عرفانیہ اُردو بازار، لاہور، جنوری ۲۰۱۳ء، ص ۹۳۔

۴۔ ایضاً، ص ۱۱۷۔

۵۔ وجیہ السیما عرفانی، سیّد، محمد، حرفِ جمال، مکتبہ عرفانیہ اُردو بازار، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۔

۶۔ ایضاً، ص ۷۴۔

۷۔ ایضاً، ص ۹۔

۸۔ ایضاً، ص ۹۶۔

۹۔ بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں محکمہ اطلاعات مغربی پاکستان لاہور کے ایما پر فیروز سنز لمیٹڈ نے اسے شائع کیا۔ اس کے کل سولہ صفحات ہیں، اس پر ان کا نام ڈبلیو۔ ایس۔ عرفانی درج ہے۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

۱۰۔ ۱۹۷۱ء کے بعد محکمہ اطلاعات پاکستان نے یہ کتابچہ شائع کروایا، جو انیس صفحات پر محیط ہے۔اس کے سرورق پر بھی اُن کا صحافتی نام ڈبلیو۔ایس۔ عرفانی ہی مرقوم ہے۔

۱۱۔ یہ کتابچہ بھی ۱۹۷۰ءاور ۸۰ء کی دہائی کے درمیانی عرصہ میں سپردِ قلم کیا گیا۔اس کی ضخامت سولہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔اس کے آخری صفحے پر ڈبلیو۔ایس۔ عرفانی ناظم تعلقاتِ عامہ کے الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

۱۲۔ وجیہ السیما عرفانی، سیّد، محمد، علم قرآن، مشمولہ ماہ نامہ سیما، لاہور، نومبر، دسمبر ۱۹۹۳ء، ص ۱۳۔۱۴۔

۱۳۔ نیئر اقبال ہارون، وجیہ السیما عرفانی، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۸ اگست ۲۰۰۷ء۔

۱۴۔ اے۔ حمید، گلستانِ ادب کی سنہری یادیں، مکتبہ القریش، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۱۔۵۲۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۸۔

۱۶۔ الحسنؓ والحسینؓ ڈاکٹر محمد رضا مصری کی عربی تصنیف ہے، جو سب سے پہلے ۱۹۶۶ء میں سابق اسپیکر پنجاب اسمبلی، وزیر اعلیٰ اور گورنر پنجاب حنیف رامے کے طباعتی ادارے البیان سے ترجمہ ہو کر چھپی، اس کے بعد ان کے چھوٹے بھائی حفیظ احمد چودھری نے اپنے ادارے مکتبہ پاکستان سے ۱۹۸۷ء میں اسے دوبارہ شائع کیا۔

۱۷۔ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی نے ماہِ رمضان ۱۹۷۸ء میں قاری غلام رسول کی آواز میں تلاوتِ قرآن مجید، فتح محمد جالندھری کا کیا ہوا ترجمہ سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی کی آواز میں ریکارڈ کروا کر نشر کرنے کا پروگرام بنایا۔انھوں نے اس ادارے کو نئے سرے سے عام فہم ترجمہ کر کے اپنی آواز میں ریکارڈ کرنے کی پیش کش کی، جو منظور ہوئی۔

۱۸۔ حضرت سیّدنا حسینؓ نے یہ دُعائے عرفہ ۹ ذوالحج ۶۰ھ کو کی۔ ریڈیو پاکستان لاہور سے عشرہ محرم الحرام میں نشر کے لیے شالیمار ریکارڈنگ کمپنی نے سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی سے ۱۹۷۸ء میں ترجمہ کروایا، جسے میر انٹر پرائزز نے فیاض روڈ نیو انار کلی لاہور سے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

۱۹۔ حی علی الصلوٰۃ بھی شالیمار ریکارڈنگ کمپنی نے رمضان المبارک ۱۹۷۸ء میں ریڈیو پاکستان سے وضو، تیمم، غسل، نماز، عیدین اور دیگر عبادات سے متعلق احکامات سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی سے ترجمہ کروائے جنھیں میر انٹر پرائزز نے ۱۹۹۵ء میں کتابی صورت میں پیش کیا۔

۲۰۔ فوائد الفواد حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات پر مشتمل فارسی کتاب ہے جسے امیر علا حسن سجزی نے یکم محرم ۷۵۵ھ کو تحریر کرنا شروع کیا اور یہ کتاب ۱۸۴ دن کی محنت سے ۷ رجب ۷۵۵ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ کتاب پانچ حصوں میں تقسیم ہے۔ جلد اوّل ۳۴، جلد دوم ۳۸، جلد سوم ۱۷، جلد چہارم ۶۷ اور جلد پنجم ۳۲ مجلسوں پر مشتمل ہے، تمام حصوں کی کل ۱۸۸ مجالس ہیں۔ سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی نے فوائد الفواد کا اُردو ترجمہ زوائد المفاد کے عنوان سے کیا۔اس میں انھوں نے جلد اوّل اور جلد دوم کی بالترتیب ۳۴ اور ۳۷ مجالس کو فارسی سے اُردو قالب میں ڈھالا ہے۔ دو جلدوں کی ویسے تو کل مجالس ۷۲ بنتی ہیں، لیکن سید عرفانی ۷۱ محافل کا ترجمہ ہی کر سکے ہیں۔ یہ نامکمل ترجمہ کل کتاب کا تقریباً ایک تہائی بنتا ہے۔

۲۱۔ وجیہ السیما عرفانی، سیّد، محمد، حرفِ جمال، ص ۳۶۔

۲۲۔ پیرزادہ حمید صابری، یادش بخیر، مشمولہ ماہ نامہ سیما، لاہور، جنوری ۱۹۹۵ء، ص ۵۹۔